

مفت سلسلہ اشاعت نمبر ۱۲

پیردہ انجمنہ



از: محترم اقبال اک احمد اختر القادری

پشت اہل سنت پاکستان نور مسجد کاغذی بازار کراچی

مستقیمت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

احمد رضا کا تازہ گلستان ہے آج بھی
خورشید علم ان کا درخشاں ہے آج بھی

مصر سے ہوا وہ مردِ جہاد چلا گیا
سیون میں ایک سوزیہ پران ہے آج بھی
کس طرح اتنے علم کے دریا بہا دیئے
علماءِ حق کی عقل تو حیراں ہے آج بھی

سب ان سے چلنے والوں کے گلے ہو گئے پران
احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی
تم کیا گئے کہ رونقِ حفل چلی گئی
شعرا و ادب کی زلف پریشاں ہے آج بھی

اللہ اپنے فیض سے اب کام لیتے
فتنوں کے سر اٹھانے کا اعلان ہے آج بھی
طیبہ میں ان کی ذات سلامت رہے کہ جو
تیری امانتوں کا نگہبان ہے آج بھی

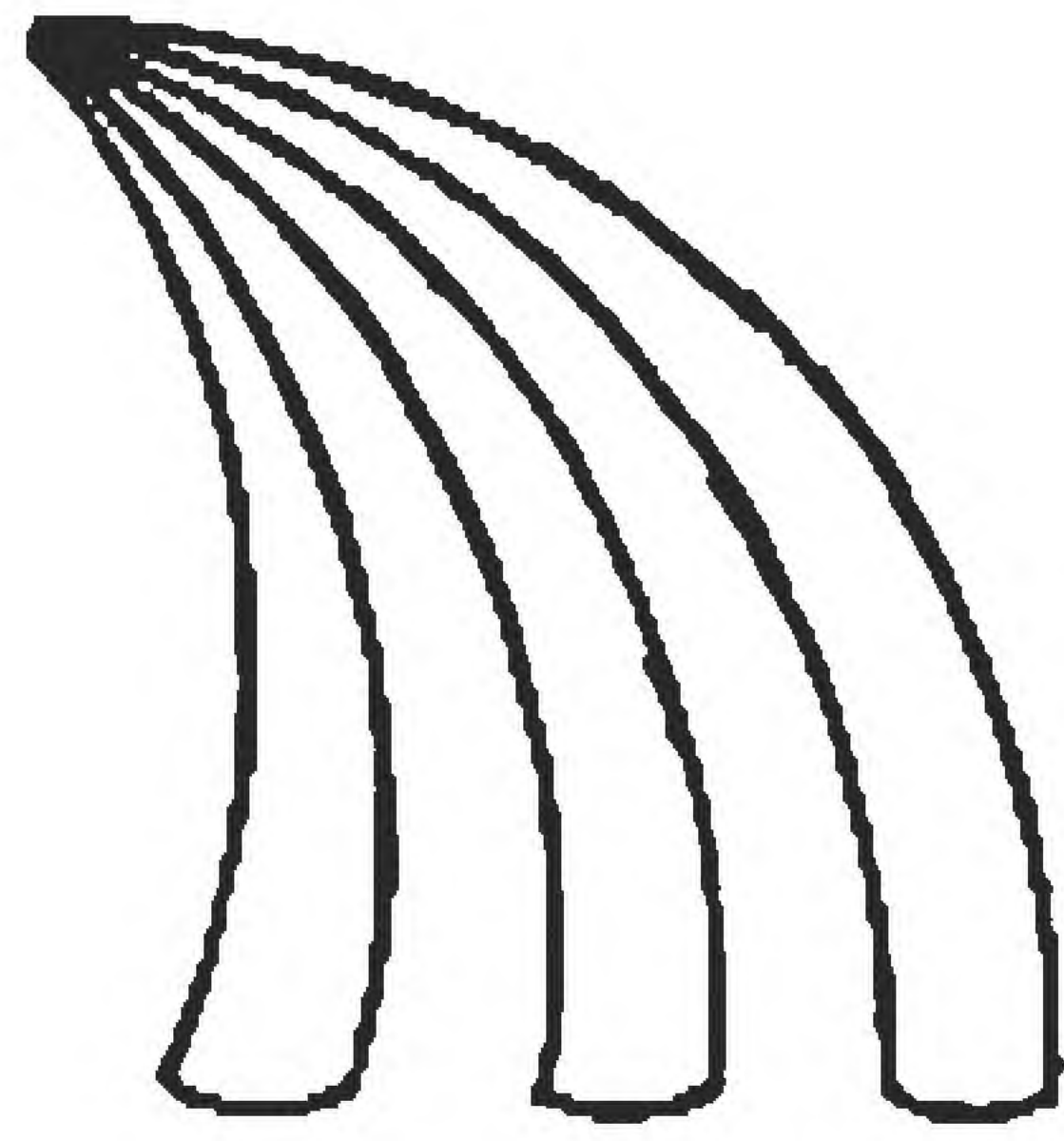
خدمتِ قرآن پاک کی وہ لا جواب کی
راضی رضا سے صاحبِ قرآن ہے آج بھی
مرزا سر نیاز جھکاتا ہے اس لئے
علم و عقل پہ آپ کا احسان ہے آج بھی

پیشکش لفظ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ، سرزمینِ ہندو پاک ہی
نہیں بلکہ عالمِ اسلام کی ایک تہ آور، بلند و بالا اور عظیم ترین
اسلامی شخصیت کا نام ہے۔۔۔ آپ کی شخصیت اس قدر
جامع اور گہرے گیر ہے کہ اس کا نام سے احاطہ ناممکن ہے۔۔۔ اس
حقیقت کے باوجود ماضیٰ فوجوان جناب محمد اقبال احمد اختر قادری
نے بڑے ہی شگفتہ، سلیس اور منور انداز میں آپ کے حالاتِ زندگی
کا علم بند کیا ہے۔۔۔ جو فرسِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے موقع پر آپ
کے پیشکش کرتے ہیں۔

یہ بارہ جلدوں کا مجموعہ ہے۔۔۔ جمعیتِ خُدا اب تک بارہ جلدوں کا
موضوعات پر ہزاروں کتابیں اندرون و بیرون ملک مفت تقسیم
کر چکی ہے۔۔۔ ربِ کریم عزوجل بیماری اس سعی کو قبول فرمائے، اور
ہمارے لئے ذریعہٴ نجات بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

غالبِ بقیع
محمد عمران قادری ضیائی
(ناظمِ اعلیٰ جمعیتِ خُدا)



اظہار تشکر

- ۱۔ سیدی استادی پروفیسر ڈاکٹر محمد سعید احمد قبلہ زید غنائیہ ،
- ۲۔ صاحبزادہ وجاہت رسول قادری مدظلہ ۔
- ۳۔ برادریم سید سرفراز الدین قبلہ مدظلہ ۔
- ۴۔ برادریم محمد جاوید اختر قادری مدظلہ ۔
- ۵۔ برادریم عابد علی سلمہ ۔

فجزاءہم اللہ احسن الجزاء

احقر اقبال احمد اختر قادری

والد : ناظمہ ارے بیٹی ناظمہ ! کیاں ہو ؟
 ناظمہ : (بارہمی خانے سے جواب دیتے ہوئے) جی ابو آئی ۔
 والد : بیٹی ! ذرا دیکھو تو پاکر اخبار ڈال گیا ؟
 ناظمہ : جی ابو ، وہ تو کب کا اخبار دے جا چکا ۔
 والد : لاؤ ایک کپ چائے اور اخبار لے آؤ ۔
 ناظمہ : کیوں ابو ! کیا ناشتہ نہیں کریں گے ؟
 والد : ارے بھئی آج کونسا دفتر جانا ہے ، آج تو جمعہ (پھٹی کا دن)
 ہے آرام سے ناشتہ کریں گے لاؤ اخبار لے آؤ ۔
 (ابھی باپ بیٹی میں گفتگو ہو رہی تھی کہ اتنے میں ناظمہ کا بھائی اختر
 اخبار لے کمرے میں داخل ہوا ۔ وہ بارہویں جماعت کا طالب علم
 ہے ۔ اسے اخبارات و ویرانہ پڑھنے کا بہت شوق ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ وہ
 روزانہ صبح کو دروازے پر ماکر کا منتظر رہتا ہے تاکہ اخبار کو اول وقت



میں پڑھ لے پھر کلچ جائے۔

اختیار: اخبار میرے پاس ہے، میں پڑھ رہا ہوں۔

والد: لاؤ مجھے دو، تم بعد میں پڑھ لینا۔ (ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا)

اختیار: ابو! یہ احمد رضا کون ہیں؟ آج اخبار کے پورے ایک صفحہ

پیران کی حیات و کارناموں پر مضامین آئے ہیں۔ (یہ سوال کرتے ہوئے اخبار

والد کی جانب بڑھایا اور سوالیہ نگاہوں سے اپنے والد کی طرف دیکھنے لگا)

والد: (اخبار لیتے ہوئے) اچھا..... آج صوفی کی ۷۵ تاریخ ہوگی غالباً۔

اختیار: ۷۵ تاریخ! کیا مطلب؟

والد: مطلب یہ کہ ۷۵ صوفی حضرت مولانا احمد رضا خاں

کا یوم وصال ہے۔ آپ نے ۷۵ صوفی ۱۳۳۰ھ کو انتقال فرمایا تھا۔

اس لیے آج ان کے یوم وصال کے موقع پر اخبار میں ان کی خدمات کو

فرائض عقیدت پیش کرنے کے لیے ان کی شخصیت پر غور و خوض

کے مضامین اور بڑے بڑے دانشوروں کی آراء شائع کی گئی ہوں گی۔

کہ گذشتہ سال بھی ان کی برسی پر اخبارات نے مضامین شائع کئے تھے۔

(یہ جواب دے کر اختر کے والد اخبار کا مطالعہ کرنے لگے۔)

اختیار: ابو! یہ کہاں کے رہنے والے تھے، ان کے متعلق کچھ بتائیے نا....

والد: بیٹا! یہ خود تو انڈیا کے شہر بریلی کے رہنے والے تھے مگر ان

کے باپ دادا قندھار، افغانستان کے رہنے والے تھے اور وہاں کے قبیلہ

بڑھئی سے ان کا تعلق تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نسباً پٹھان ہوئے۔ آپ کے

خاندان کے بڑے لوگ دادا پیر دادا مغل بادشاہ، شاہجہاں کے دربار میں

میں افغانستان سے لاہور آئے اور یہاں بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہوئے

یہ جو لاہور کا شیش محل ہے، یہ انہی کی جاگیر تھا۔ پھر وہاں سے یہ

لوگ دہلی چلے گئے، اور وہاں سے روہی کھنڈ بریلی، جہاں انھوں

نے مستقل رہائش اختیار کر لی۔ اسی شہر بریلی میں مولانا احمد رضا

خان، ۱۰ شوال یعنی بیٹھی عید (عید الفطر) کے تودن بعد پیدا ہوئے۔

اختیار: کیا یہ عالم دین تھے؟ جوان کے نام کے ساتھ مولانا لکھا ہوا

ہے، کیا یہ ہمارے اسلامیات کے سر جو کہ ایک عالم دین ہیں،

جن کو ہمارے دور کے سب سے بڑے مولانا صاحب، مولانا صاحب کہتے ہیں۔

والد: بیٹا! مولانا احمد رضا خاں دنیا نے اسلام کے بہت

بڑے کام کئے۔ یہ اپنے دور کے مجدد تھے۔ یہ علوم اسلامیہ کا

ایک بڑا سمندر تھے کہ جس کا کنارہ شکل ہی سے شائد مل سکے گویا

بحرِ بکران تھے۔ ان کو قرآن و حدیث کے علاوہ پچپن علوم و فنون پر

مکمل مہارت حاصل تھی، ارے نہیں بلکہ اکثر (۱) علوم و فنون پر

دسترس رکھتے تھے۔ وہ پر جدید و قدیم علم سے واقف تھے اور واقف بھی

ایسے کہ ایک مرتبہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے وائس چانسلر کو راضی

کئے کسی سوال میں مشکل درپیش ہوئی تو کسی نے ان کو مولانا احمد رضا

سے ملنے کا مشورہ دیا۔ جب وہ مولانا سے ملے تو دنگ رہ گئے کہ مولانا
تے ان کا مشکل ترین سوال ذرا سی دیر میں حل کر کے لگے ہاتھ میں دیدیا
اقتدر : ابو ! جو وائٹس چانسلر صاحب سوال معلوم کرنے گئے تھے انکا نام کیا تھا؟
والد : بیٹا ! ان کا نام پروفیسر ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد ہے۔

اقتدر : (حیرت سے) ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد؟..... میں نے تو پڑھا ہے
کہ وہ علم ریاضی میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ اور غالباً انہوں نے اس
میں ڈاکٹریٹ بھی کیا تھا۔ اور یہ کہ ان کا شمار دنیا کے بڑے بڑے
اور ممتاز ترین ریاضی دانوں میں ہوتا تھا۔ اور ہندوستان میں تو
سب سے بڑے وہی ریاضی دان تھے۔

والد : ہاں بیٹا ! تم نے ٹھیک کہا۔ ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد
ریاضی میں یکتائے زمانہ تھے۔ مگر جب وہ مولانا احمد رضا خان
سے ملے اور انہوں نے ان کا سوال پل بھر میں حل کر دیا تو بڑے
متاثر ہوئے، اور یہ کہے بغیر نہ رہ سکے کہ ہندوستان میں یہ علم جانتے
والا مولانا احمد رضا خان کے علاوہ کوئی نہیں۔ نیز کہا کہ صحیح
معنوں میں یہ بستی ہی تو بل پرانے کی مستحق ہے۔

اقتدر : ابو ! ابھی آپ نے کہا کہ مولانا احمد رضا خان جدید
علوم سے بھی ابھی طرح واقف تھے۔ تو کیا وہ جدید سائنس سے بھی واقف تھے؟
والد : ہاں بیٹا ! علوم جدیدہ اور سائنس میں مولانا کی مہارت کا

اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جب سائنس میں امریکہ کے
ایک سائنسدان "سان فرانسیسکو" نے نیوٹن سائنسدان کے
نظریہ کشش ثقل کے تحت ممالک متحدہ امریکہ کی تباہی اور دنیا کے
دوسرے علاقوں میں زلزلوں اور طوفان کی پیش گوئی کی تو مولانا
احمد رضا خان نے فوراً اس کا تعاقب کیا اور اپنی سائنسی
تحقیقات سے اس پیش گوئی کو باطل قرار دیا کہ کوئی طوفان
یا زلزلہ نہیں آئے گا۔ یہ سائنسی دنیا کا ایک بہت بڑا چیلنج
تھا۔ جسے مولانا نے قبول کیا۔ چنانچہ امریکی سائنسدان نے جس
دن کی پیش گوئی کی تھی، جب وہ دن آیا تو کچھ نہ ہوا۔ دنیا بھر کے
سائنسدان بڑی دور بینیں لگائے آسمان کو تکتے رہے کہ تباہی
اور بربادی کس طرح سے گزرے گی۔ مگر کچھ بھی نہ ہوا۔ امام احمد رضا
سائنسدان نیوٹن اور آئن اسٹائن کے نظریات و مباحث میں
بھی تنقید کی ہے اور اپنی ماضیانہ تحقیقات دنیا کے سائنس پیش کر
کے سب کو حیرت میں ڈال دیا۔ ان کی کتابیں

+ معین مبین بہر دور شمس و سکون زمین۔

+ نزول آیات قرآن بسکون زمین و آسمان۔

+ فوز مبین در رد حرکت زمین۔

+ الکلمۃ الملمیہ — وغیرہ

اسی قسم کی تحقیقات پر مشتمل ہیں۔ نیز علوم جدیدہ میں مولانا احمد رضا خان کی مہارت دیکھ کر لاہور شہر کے اسلامیہ کالج کے اس زمانے کے پرنسپل پروفیسر مولوی حاکم علی، جن کی جدید سائنس پر گہری نظر تھی، اتنے متاثر ہوئے کہ مولانا کو چودھویں صدی کا جدد قرار دیا۔ وہ مولانا احمد رضا کے ہاں لاہور سے بریلی آتے جاتے تھے۔ ان سے استفادہ کرتے اور ان کے علم و فکر اپنے سائنسی تجربات کرتے تھے۔ مولانا احمد رضا خان ایک کامیاب سائنسدان تھے، وہ سائنس کو قرآن کی روشنی میں پرکھنے کے قابل تھے۔ ان کے نزدیک قرآن کتاب ہدایت بھی ہے اور کتاب حکمت بھی۔ اُس دور میں جبکہ لوگ قرآن میں تاویلیں کر کے سائنسی نظریات کو سچا ثابت کر رہے تھے۔ اور قرآن کو سائنس کی روشنی میں دیکھ رہے تھے۔ اُس وقت صرف اور صرف مولانا احمد رضا ہی نے یہ صدا بلند کی کہ قرآن کو سائنس سے نہیں سائنس کو قرآن سے پرکھو۔۔۔ کہ قرآنی نظریات قطعی ہیں، ارتقاء نہیں جبکہ سائنس اُن جو ثابت کرتی ہے، کل خود سائنسدان اس کو باطل قرار دے دیتے ہیں۔۔۔ وہ سائنس کو قرآن کی روشنی میں دیکھتے تھے۔

اختیار، ابو واقعی! انہوں نے امریکی سائنسدان کی پیش گوئی

غلط ثابت کر دی تھی!۔۔۔ اگر ایسا ہے۔۔۔ تو یہ بہت بُرے سائنسدان ہوئے۔ ہم لوگوں کو ان کی تحقیقات سے ناؤ اٹھانا چاہیے۔ ابو آپ نے جن کتابوں کے ابھی نام لینے میں وہ مجھے ضرور لاکر بھیجے گا، تاکہ میں خود ان کا مطالعہ کروں۔۔۔ ابو لاکر دیں گے نا۔۔۔ والد، ہاں بیٹا! کیوں نہیں ضرور۔۔۔

(اتنے میں ناظمہ چائے لے آئی اور وہ بھی بیٹھ کر باتیں سننے لگی)

اختیار، (سوال کرتے ہوئے) ابو! یہ جدد نہ کیا مطلب ہے؟ والد، (چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے) ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اس امت کے لیے ہر سو سال پر ایک شخص کو مقرر فرمائے گا جو اس دین اسلام کو از سر نو نیا کر دے گا۔

یعنی حالات زمانہ کے مطابق آسانیاں پیدا کر دے گا۔۔۔ بڑے بڑے علماء اسلام اور بزرگوں نے فرمایا ہے کہ جدد کیلئے ضروری ہے کہ ایک صدی کے آخر اور دوسری صدی کے اول میں اس کے علم و فضل کی شہرت رہی ہو، علماء کے درمیان اسکے احیائے سنت، ازالہ بدعت اور دیگر دینی فداات کا چرچا ہو۔۔۔ چودھویں صدی کے بڑے بڑے علماء کی تصریح کے مطابق مولانا احمد رضا خان چودھویں صدی کے جدد ہیں۔ ان کی اہیاء سنت کی تحریک سے کون واقف نہیں، ان کے علم و فضل کا چرچا نہ صرف برصغیر پاک و ہند بلکہ

حرمین شریفین میں بھی ہوا۔ ۱۹۵۵ء میں جب یہ حج بیت اللہ اور زیارت حرمین شریفین کے لئے حاضر ہوئے تو دورانِ قیام مکہ، ایک دن حرم شریف میں بیٹھے تھے کہ ایک بزرگ تشریف لائے اور ان کی پیشانی دیکھ کر کہنے لگے ”واللہ میں اس پیشانی میں اللہ کا نور دیکھتا ہوں۔“ نیز بعض علمائے عرب نے آپ سے کسی مسئلہ پر سوال کیا تو آپ نے بغیر کسی کتاب میں حوالہ دیکھے تو تقریباً چار سو صفحات کی ایک عزی کتاب جواب میں لکھ دی۔ علمائے عرب نے جب آپ کا تاملانہ جواب دیکھا تو ان کی علمی بصیرت و ذہانت پر حیران رہ گئے اور بے ساختہ یہ اعلان کیا کہ یہ شخص موجودہ صدی میں جدید دین و ملت ہے۔ مولانا احمد رضا خاں نے اپنی زبان و قلم سے رد بدعات اور احیاء اسلام کے لئے بھرپور جدوجہد کی ہے شمار فتاویٰ جاری کئے اور سینکڑوں رسائل تحریر کیے ہیں۔ اختصاراً: البتہ! یہ بدعات کسے کہتے ہیں؟ والد: بیٹا! بدعت، بدعت کی جمع ہے اور بدعتائے لغوی معنی کسی نئی بات کا اضافہ کرنا ہے۔ مولانا احمد رضا خاں انت نئی خلاف شریعت باتوں کے سخت مخالف تھے، وہ بدعات سے اس حد تک نفرت کرتے تھے کہ اپنی بدعت کی محبت کو بھی ہلکے دھڑکے سے قرار دیتے تھے۔ وہ تمام زندگی اپنی بدعت سے بچنے کی ہدایت کرتے

رہے۔ انہوں نے عوام اور خواص سب کو یہی نصیحت کی —
مولانا احمد رضا خاں پر وہ نئی بات جس کو ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہو اور جس سے منشا شریعت کو تقویت پہنچے، جائز قرار دیتے تھے، جبکہ دیگر نئی نئی بدعات جن سے گمراہی کو فروغ ملے، نفرت کرتے تھے۔ وہ دین تو دین، دنیاوی زندگی میں بھی ایسی نئی باتوں کی تائید نہ کرتے تھے جو آدمی کے اسلامی تشخص کو فروع کر دیں۔
(اتنے میں باہر دروازہ پر کسی نے دستک دی)۔ ارے اختر! دیکھو تو باہر کون ہے؟

(اختر نے باہر جا کر دروازہ کھولا تو ان کے ابو کے دوست سرفراز صاحب آئے۔)
اختر: (اپنی کمرے سے بولے) ابو! سرفراز انکل ہیں۔
والد: ہاں! ابھی اڑھ بلاقو۔

(سرفراز صاحب اندر آئے اور سلام دعا کر کے صوفہ پر بیٹھ گئے۔)
سرفراز: واہ! نواب صاحب! ابھی تک بسترے اٹھے نہیں۔
والد: ارے کونسا آج دفتر جاتا ہے، آرام سے اٹھیں گے۔ تم سناؤ، کیا حال چال میں کیسے آنا ہوا؟
سرفراز: بس یار کیا بتاؤں، سب گھروالے کل سے شادی میں گئے ہوئے ہیں، یورپور ہا تھا سوچا چلو تم سے چل کر گپ شپ کریں گے

تم سناؤ! اخبار میں کیا خبریں ہیں؟
 اختر: الکل آج اخبار میں عالم اسلام کی ایک عظیم شخصیت پر
 مضامین آئے ہیں۔ ابھی البتہ اور ہم لوگ ان ہی کی شخصیت پر
 باتیں کر رہے تھے۔ (اپنے البتہ کے پلنگ سے اخبار کا خصوصی ایڈیشن اٹھا
 کر ان کی طرف بڑھاتے ہوئے کیا)۔

سوفراز: (اخبار دیکھتے ہوئے) اچھا.... اس بدعتی مولانا بریلوی کی
 بات کر رہے ہو۔ جس نے بریلوی فرقہ کی بنیاد ڈالی تھی اور عالم اسلام
 کے بڑے بڑے متقدم علماء کرام کو کافر قرار دیا تھا، یہ تو انگلیزوں کا
 ایجنٹ تھا ایجنٹ، اور اپنے انگریز آقا کے حکم پر اس نے دین میں
 نئی نئی باتیں پیدا کر کے لگاڑ پیدا کیا۔

والد: (گھورتے ہوئے) کیا جکتے ہو۔ تمہیں کسی نے غلط بتایا ہے۔
 تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔

سوفراز: مجھے کسی نے نہیں بتایا، میں نے خود کتابوں میں پڑھا ہے۔
 والد: تم نے مولانا احمد رضا خاں کی اصل کتب کا مطالعہ کیا ہے

یا کہ صرف دوسروں کی ہی کتابیں پڑھی ہیں؟
 سوفراز: میں نے اصل کتاب تو کوئی نہیں دیکھی، یاں ان پر لکھی گئی
 کتب ہی پڑھی ہیں۔

والد: ہاں.... جی بھی تو تم غلط فہمی کا شکار ہو۔ کیا تم نے یہ

نہیں پڑھا کہ نسبی سناٹا بات پر یقین نہ کرو جب تک تصدیق نہ کر لو۔
 میرے پاس مولانا کی کچھ کتابیں ہیں، میں تمہیں دکھاتا ہوں۔
 (اختر کی طرف رخ کرتے ہوئے) بیٹا! جاؤ ذرا میری الماری کھول کر درمیان
 والے فلنے کی کتابیں نکال کر لاؤ۔ میں اتنے میں منہ ہاتھ دھو لوں۔
 اور بیٹی ٹالمر! تم ناشتہ تیار کر کے لگاؤ۔

(کچھ دیر بعد اختر کتابیں نکال کر لے آیا، اور اس کے والد بھی منہ دھو کر
 آئے)۔

والد: دیکھو! مولانا احمد رضا خاں نے اسلام سے پٹ کر کوئی نیا
 فرقہ نہیں بنایا۔ ان کی حقیقتاً تصنیفات دیکھو۔ ان میں

قادیانیوں کی بات ہے جو قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ سب باتیں
 سچ ہیں سچ۔ کوئی کاسٹ پیٹ نہیں۔ قرآن و حدیث سے

تو سب کہتے ہیں مگر فرق یہ ہے کہ وہ اپنی بات کو قرآن و حدیث سے ثابت
 کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور مولانا احمد رضا خاں صاحب صرف

قرآن و حدیث کی باتیں کرتے ہیں۔ ذرا تاریخ کا بغور مطالعہ تو کرو
 تم کو معلوم ہو گا کہ ہندوستان میں جب مسلمان گروہوں میں پٹ رہے

تھے تو مولانا احمد رضا خاں ہی وہ مرد مجاہد تھے کہ جو ملت اسلامیہ
 کو ٹکڑے ٹکڑے ہونے سے بچانے میں ہمہ تن مصروف تھے۔ اوائل

چودھویں صدی میں مسلمانان ہندوستان کے حالات دگرگوں تھے۔

نئے نئے خیالات، نئے نئے نظریات سامنے کر رہے تھے۔
 کوئی کہہ رہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بڑے بڑے بھائی سے برابر ہیں اور آپ کی
 عزت ایسی کرنی چاہیے جیسے بڑے بھائی کی کی جاتی ہے۔
 کوئی کہہ رہا تھا کہ حضور کا خیال نماز میں آجائے تو وہ اپنی لگائے اور
 گدھے کے خیال میں گمن ہونے سے بدرجہا بُرا ہے۔ کوئی
 کہتا تھا کہ جس کا نام "محمد" یا "مُحَمَّد" ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں
 ۔۔۔ کوئی کہہ رہا تھا کہ خاتم النبیین کا یہ مطلب نہیں ہے کہ
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ کسی نے کیا کہ اللہ جھوٹ
 بول سکتا ہے، جھوٹ بولنے پر قادر ہے۔ کسی نے کہا کہ حضور
 کی میلاد شریف منانا اور اسکی حفل میں شریک ہونا ناجائز ہے۔
 کسی نے حدیث پر اعتراض کیا تو کسی نے قرآن پر، اور کسی نے
 حضرات اولیاء کرام و صوفیاء پر اعتراض کیا۔
 کئے بچائے دل، شکوک و شبہات کا گھر بن گئے۔
 طراح کی بولیاں بولی جانیں لگیں۔ مولانا احمد رضا خان نے
 اس وقت صدائے حق بلند کی، صداقت کو آشکار کیا مگر.....
 ستم نرینگی کہ۔ جس نے گروہ بندی فرقہ پرستی کے خلاف جہاد کیا
 اس ہی کو فرقہ پرست اور فرقہ پرور کہا جانے لگا۔ مولانا نے
 کوئی نیا فرقہ نہیں بنایا، انہوں نے تو وہی عقائد و افکار پیش کیئے

جو بر زمانے میں مسلمانوں کے رہے۔ انہوں نے وہی بات کہی اور وہی
 پیغام دیا جو صدیوں سے دیا جا رہا تھا، جسکو لوگ بھول گئے تھے۔
 انہوں نے ان باتوں کو یاد دلایا اور اسلاف کی یاد تازہ کر دی۔ پھر وہ
 اسلاف کی نشانی بن گئے۔ چونکہ وہ بریلی کے رہنے والے تھے اس
 لیے ان کا آفاقی پیغام ان کی نسبت کی وجہ سے بریلی شیرے منسوب
 ہوا اور پھر بریلوی سے تعبیر کیا جانے لگا۔ اب اسلاف کرام کے
 افکار و عقائد کو مولانا احمد رضا خان کے تجدیدی کارناموں کی
 نسبت سے "بریلوی" کیا جاتا ہے۔ ورنہ "بریلوی" کوئی فرقہ نہیں
 رہا یہ بات کہ وہ انگریزوں کے غیر خواہ تھے، تو یہ بھی غلط
 ہے۔ مولانا کی کتاب "خاوی رضویہ" کی چھٹی جلد اسکا
 ترجمہ ہندوستان میں ہو چکا ہے جو کہ صاف بتاتا ہے کہ انگریز تو انگریز وہ
 انگریزی زبان و ثقافت، انگریزی لباس اور انگریزی تہذیب
 اور تمدن کے بھی خلاف تھے، کیونکہ کسی بھی قوم کی زبان، لباس
 اور تہذیب و تمدن قومی تشخص پر اثر انداز ہوتے ہیں اور انگریزی
 لٹریچر بالعموم عقائد و خیالات میں فساد پیدا کرتا ہے، اس لیے وہ
 ایسے لٹریچر کے خلاف تھے جو قدیم اسلامی عقائد میں فساد پیدا کرے۔
 وہ تو انصاف کے حصول کے لیے انگریزی عدالت میں جانا بھی پسند
 نہ کرتے تھے بلکہ انگریزی عدالت کو تسلیم ہی نہ کرتے تھے۔

یہ لو! تاؤی رنویہ کی یہ قیصری جلد ہے، اس میں جگہ جگہ ایسی عبارات ہیں جو اس بات کی دلیل ہیں کہ مولانا انگریزی لباس و وضع کے ساتھ پڑھی گئی نماز کو واجب الاعدہ سمجھتے تھے۔ تو ایسا شخص کیونکر انگریز کا غیر خواہ ہو سکتا ہے۔ وہ تو زندگی بھر انگریز کی مخالفت کرتے رہے۔ اور نہ صرف انگریز بلکہ یہ مذہبیوں، روافض اور تادیانیوں کے رد میں بھی انہوں نے یہ سب کتابیں لکھی ہیں۔

۱۔ رد الرفضہ (۱۳۶۰ھ / ۱۹۰۲ء)

۲۔ اعلی الامادۃ فی تعزیرۃ الہندیان الشہادۃ (۱۳۶۱ھ / ۱۹۰۳ء)

۳۔ البشری العاجلہ فی تحف آجلہ (۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۲ء)

۴۔ البین قتم البین (۱۳۶۶ھ / ۱۹۰۸ء)

۵۔ قہر الہیان علی مرتد البادیان (۱۳۶۳ھ / ۱۹۰۵ء)

۶۔ الصادم الربانی علی اسراف التادیانی (۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۷ء)

مولانا احمد رضا خان بریلوی اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی محبت دیتے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ قرآن و حدیث میں جو اللہ اور رسول سے

والہانہ عشق و محبت کا مطالبہ کیا گیا ہے، مسلمانوں کے دلوں میں اس عشق و محبت کا چراغ روشن کیا جائے اور ان کے اقوال و اعمال میں اس کی جھلک نظر آئے۔ یہ دیکھو! یہ مولانا کی کتاب "مقالہ ہرغا"

ہے۔ جس میں انہوں نے شریعت کے علاوہ تمام راہوں کو مردود قرار دیا ہے

وہ شریعت و طہارت کو آج کل کے لوگوں کی طرح دو الگ خانوں میں تقسیم نہیں کرتے بلکہ فرماتے ہیں کہ شریعت اصل ہے اور طہارت اس کی فرع و شاخ، انہوں نے بدعات کی اصلاح کے لئے کئی رسالے تحریر کیے۔

سجدۃ تعظیمی کے خلاف یہ رسالہ "الزبدۃ الزکیۃ" تحریم سجدۃ التحبۃ" تحریر کیا۔ غیر حرم کے سامنے عورتوں کی یہ پردگی کے خلاف رسالہ.....

"مروج النہاء لمخروج النساء"۔ قیامت کے گھر جمع ہو کر دعوت کھانے والوں کے خلاف "جلی الصوتات الہی الدعوۃ امام الموت" لکھا۔

جبکہ زیارت قبور کے لئے عورتوں کے جانے کی ممانعت کرتے ہوئے یہ رسالہ "جلی الصوتات الہی الدعوۃ امام الموت" تحریر فرمایا۔ العرق میری

اطاعت کے مطابق تو مولانا احمد رضا خان نے مشکل ترین حالات میں تبلیغ دین کا فرض انجام دیا اور تم ان کی خدمات کا اعتراف کرنے

کے بجائے بے تان لگا رہے ہو؟..... حیرت ہے۔

معتزاز حسین یار! یہ بات نہیں، اصل میں ہمیں مولانا احمد رضا خان بریلوی کی شخصیت سے شروع ہی ہے اس طرح متعارف کرایا گیا۔

اور پھر ان کے خلاف جھوٹ پر مبنی لٹریچر نے میرا ذہن پر اگتہ کر دیا۔ آج تم نے حقیقت سے آشکار کر دیا۔ میری آنکھوں سے تعصیب

کا پردہ اٹھا دیا۔ مجھے اسوس ہے کہ میں بغیر تحقیق و تدقیق کے اب تک اللہ کے ایک نیک ولی سے بدظن رہا۔ اب تم سے میری گزارش ہے

کہ تم مجھے مولانا احمد رضا خاں کی اپنی کتابیں لا کر دینا، تاکہ میں خود اصل کتابوں کا مطالعہ کرتا رہوں اور مزید معلومات حاصل کروں۔
(کافی دیر خاموش بیٹھے کستے رہنے کے بعد)۔

اختر، ابو! کیا مولانا احمد رضا خاں نے پاکستان کی تحریک میں بھی حصہ لیا تھا؟

والد، ہاں بیٹا! اگر دیکھا جائے تو بس بنیاد پر تحریک پاکستان چلی یعنی ”دوقومی نظریہ“ اس کے پیش کرنے والوں میں مولانا صاحب سرفہرست ہیں۔ انہوں نے سب سے پہلے ۱۹۳۳ء اور ۱۹۳۵ء میں پٹنہ کی آل انڈیا مسلم کانفرنسوں کے اجلاس میں اس وقت دوقومی نظریے کا پرچار کر کے تحریک پاکستان کی بنیاد ڈالی۔ جب.....
بانی پاکستان محمد علی جناح اور شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال بھی متحدہ قومیت کے حامی تھے، اور یہ تو آج کے اس اخبار میں بھی آیا ہے۔
جناب کوثر نیازی صاحب کا اس میں مضمون ہے، جناب وحسن پاکستان کے بڑے مشہور و معروف، ادیب و صحافی اور مدیر سیاستدان ہیں، وہ لکھتے ہیں۔

مولانا احمد رضا نے متحدہ قومیت کے خلاف اس وقت آواز اٹھائی جب علامہ اقبال اور قائد اعظم بھی اس کی زلف گرہ گیر کے اسیر تھے۔ دیکھا جائے تو دوقومی نظریہ

کے عقیدہ میں امام احمد رضا خاں مقتدا ہیں اور یہ دونوں حضرات مقتدا کی۔ پاکستان کی تحریک کو کبھی فروغ نہ حاصل ہوتا اگر امام احمد رضا خاں سالوں پہلے مسلمانوں کو بندوڑوں کی چالوں سے باخبر نہ کرتے۔

اختر، ابو! اگر مولانا احمد رضا خاں نے تحریک پاکستان میں اس قدر اہم خدمات انجام دیں ہیں تو پھر تحریک پاکستان کے واقعات اور ہمارے کورس کی کتابوں میں ان کا نام کیوں نہیں ملتا؟

والد، بیٹا! یہ تو بڑی تاریخ کا الجھن ہے کہ جنہوں نے دین و ملت کی تحریک قیادت کی وہ پس منظر میں چلے گئے اور جنہوں نے ان کے مطالبے میں حصہ لیا، مبالغہ آرائی اور پروپیگنڈہ کے ذریعے ان کی قیادت کو بے اثر بنا کر دکھایا گیا۔

اس کی قیادت کو بے اثر بنانے کا الجھن نہیں تو کیا ہے؟

یہ کھل کر بددیانتی نہیں تو کیا ہے؟

تاریخ کی ترتیب میں تعصب سے کام لیا گیا اور جو کچھ بھی لکھا گیا بیکطرفہ

لکھا گیا۔ مگر ہاں! آج کا مورخ الضاف پسند ہے۔

اس نے حقائق و شواہد ڈھونڈ نکالے ہیں۔ جس کا بین ثبوت آج کا یہ اخبار ہے۔

ناظمہ، (آواز دیتے ہوئے) ابو! اختر بھائی۔ گرم گرم ناشتہ

اس کی تمام تفصیل تھی اور اب میری ہمیشہ کے لئے تسلی ہو گئی ہے۔ بلکہ اب میں خود بھی اپنے والد صاحب کے یوم و نجات پر ہر سال فاتحہ دلایا کروں گا کہ یہ تو جائز و احسن کام ہے۔

ارے یار مسعود! یہ تو تباہی۔۔۔ جب بات چل نکلی ہے تو سوچی۔

جائے کہ مولانا بریلوی کا جو ترجمہ قرآن ہے، کیا وہ صحیح ہے۔ اگر وہ صحیح ہے تو تو کھرب میں اس پر پابندی کیوں ہے؟

والہ : یہ ترجمہ عظیم الٰہی نہیں بلکہ بہت عجیب ہے۔ یوں تو اردو زبان میں بہت سارے لوگوں نے قرآن شریف کا ترجمہ کیا ہے مگر مولانا احمد رضا خاں کا ترجمہ قرآن جو کہ "کنز الایمان" کے نام سے مشہور ہے اس کی ہر جگہ آسانی مل جاتی ہے۔ اگر اس کا دوسرے ترجموں سے تقابل کیا جائے تو یہ فرق واضح طور پر سامنے آتا ہے کہ یہ ترجمہ لغوی، معنوی، ادبی اور علمی کمالات کا جامع ترین مرتبہ ہے۔ رواں اور شگفتہ ہونے کے ساتھ ساتھ قرآن کی اصل روح سے حد درجہ قریب ہے۔ اس میں ہر مقام پر اللہ اور پیغمبروں کے ادب و احترام، عزت و عصمت اور مقام و عظمت کو بطور خاص ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اگر تم اس ترجمہ کی عظمت کا اندازہ کرنا چاہو تو ذرا دوسرے ترجموں کو دیکھو پھر ان کا اور اس کا تقابل کرو۔ "کنز الایمان" کا مطالعہ کرنے والوں کو دوسرے تراجم

مذہب فراڈ، بھابھی کیا بتاؤں۔۔۔ مجھے اصل میں کسی سے غلط بتایا تھا کہ سوئم، چہلم اور برسی وغیرہ پر جو غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح ہوتے ہیں اور جو کھانا تقسیم ہوتا ہے وغیرہ، وہ سب حرام ہے۔ مگر۔۔۔ جب میں نے اپنے محلہ کی مسجد کے پیش امام صاحب سے تفصیل دریافت کی تو معلوم ہوا کہ ذبح کے وقت جانور پر تو صرف اللہ کا نام ہی لیا جاتا ہے۔۔۔ ہاں! اسکا ایصالِ ثواب دوسروں کو کرتے ہیں اور یہی طریقہ ناتحہ وغیرہ کا ہے کہ کھانے وغیرہ پر زیارت قرآنی پڑھتے ہیں۔ اور آخر میں اسکا ایصالِ ثواب اپنے رُودن کو کرتے ہیں۔۔۔ مگر پھر بھی مجھے تسلی نہیں ہوئی۔۔۔ آج کل کے ان مسعود بھائی نے ایک رسالہ، کتاب "نفاوی ضروریہ" میں دکھایا جس میں

(اقبال احمد قمر اللہادی)

کے مقابلے میں ایک واضح قریب ہی محسوس ہوتا ہے کہ اس کے بغور مطالعہ سے اسلامی عقائد و ایمان کی اصل حلاوت سے نہ صرف یہ کلفت کشنائی ہوتی ہے بلکہ ایمانی دولت میں مزید برکت و اضافہ کا احساس ہوتا ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ عرب میں اس پر پابندی کیوں ہے؟

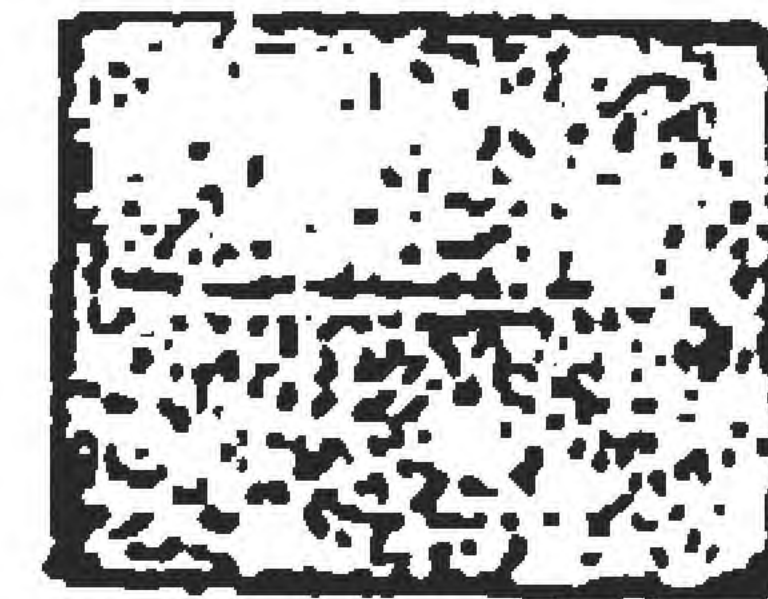
تو بات یہ ہے کہ جب آج کے حقیقین و دانشور نے جدوجہد کی اور مولانا کے خلاف پروپیگنڈے کا پردہ چاک کیا تو اصل حقیقت سامنے آئے گی اور لوگ مولانا احمد رضا خاں کی عظیم عبوری شخصیت سے متعرف ہونے لگے تو ان کے مخالف تعصب پسندوں کو یہ بات نہ بھائی اور وہ فکر میں لگ گئے کہ کسی طرح یہ ذکر رضا کو ایا جائے۔ چنانچہ پُرانا حربہ استعمال کر کے اہل عرب، جن کو اردو نہیں آتی، میں یہ مکروہ پروپیگنڈہ کیا کہ مولانا احمد رضا نے ترجمہ قرآن میں فحش غلطیاں کی ہیں۔ اہل عرب خود تو اردو جانتے نہیں، ان کو یقین آگیا کیونکہ بتائے والے ان کو ظہر میں پھیلے مانس مسلمان ہی معلوم ہوتے تھے، چنانچہ بعض عرب ملک میں اس وجہ سے پابندی عائد کر دی گئی۔ درنہ سوچنے کی بات ہے کہ اسی سال سے کسی نے اعتراض نہیں کیا، کیا اس عرصہ میں کوئی عالم دین پیدا نہیں ہوا تھا؟

آج نئے نئے عالم پیدا ہو گئے ہیں۔ اور ایک بات اور بتاؤں کہ اب تو اسکا انگریزی میں بھی ترجمہ ہو گیا ہے جو کہ کراچی، لاہور اور برطانیہ سے کئی مرتبہ چھپ چکا ہے، اور میں نے یہ

محرم تفریق از جناب صاحب دیوانہ و اصول فہم حضرت مولانا محمد رفیع صاحب دیوانہ
فرمودہ اور تالیف مولانا محمد رفیع صاحب دیوانہ
خود تالیف مولانا محمد رفیع صاحب دیوانہ

کتاب انوار الحقائق فی رد الایضاح تہذیب فاضل کرم ذی اللغات اکرم کرمی
مولوی غلام احمد صاحب سنبھلی سوزہ علی اہل اہل معاد نصیر اہل زمست
مفت مولانا سب علی فرادہ یہ ہند متوق مواضع الطور التوفیق نور سے گزیر
اس سے فقیر نور دیا ہوئے ہے کوئی تائید ایک تر تھکا آئی یہ سبلی بارے
کہ ان کی نصیحت الہی فقیر فقیر کا اس قلوب کے کہ کتاب اس سے تو فیض ہیں مگر کلم
لہذا کہ فقیر اس میں گزرتا ہے کہ فقیر کہ ملکہ کتب سے بہت دی اور تالیف کے جن
فار سہادت و کرامت کی اسناد اس زمانہ مشہور شہرت و نام میں اول تالیف
و بہت تہذیب برقاہ رضا رسواریہ الصیاد منہم علی دینہ کا القابض علی
الجمہور سبنا و ہم الکتاب لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور جو
فرد مستقیم رہیں وہ سب و بہت کم رہیں جنہیں کہیے مع ابن عبد ربکہ کہ ہر فرد
جہان فقیر ہو گیا تھا وہاں اس کے کتاب کو مگر وہ نہیں پایا اس کے تالیف کے
ارادات میں نہ سنا نہ علم دستان میں نہ بکرت ملتا ہے آمین۔
وصلی اللہ تعالیٰ علی شہیدین محمد و آلہ و صحبہ اجمعین آمین اللہ اعلم

کہ وہ انبیا و مرسلین
صلی اللہ علیہ وسلم



محرم تفریق از جناب صاحب دیوانہ و اصول فہم حضرت مولانا محمد رفیع صاحب دیوانہ

اعلحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کا عکس۔

پہلاری مفت اشاعت

- ۱۔ جنت بہاراں۔ (پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد)
- ۲۔ ایصالِ ثواب اور گیارہویں شریف۔ (حضرت علامہ مولانا محمد الجید علی رحمۃ اللہ علیہ)
- ۳۔ اظہار حق۔ (حضرت مولانا مفتی محمد عبدالمعین صاحب)
- ۴۔ فقیر کے اعلیٰ کی طرف۔ (علامہ عبدالحکیم شرف تادری)
- ۵۔ فقیر کی فاقہ کا علاج۔ (مولانا مفتی شجاعت علی تادری)
- ۶۔ فضل العلم و العباد۔ (مولانا شاہ تقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ)
- ۷۔ فقیر کا پیری کی حقیقت۔ (مولانا مفتی تادری حبیب رضا خان رحمۃ اللہ علیہ)
- ۸۔ غما میں کسرا لایہ مان۔ (ملک شیر محمد خان اعوان)
- ۹۔ علمی گرفت پر فیسر۔ (مولانا مفتی تادری حبیب رضا خان رحمۃ اللہ علیہ)
- ۱۰۔ تین سیگے بھائی۔ (مولانا ابوالحامد محمد ضیاء اللہ تادری)
- ۱۱۔ حبت کی نشانی۔ (پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد)
- ۱۲۔ پردہ اٹھتا ہے۔ (اقبال احمد اختر تادری)